اندیشہ

یاور کفیل

محلّہ لال مسجد، امروہہ۔244221 (یوپی)، موبائل:9058677019

موت ایک اٹل سچائی ہے۔انسان پیدا ہوتا ہے اور جب شعور کو پہنچ کر اس حقیقت کو جان لیتا ہے کہ ایک دن اسے بھی مرنا ہے ___ یہیں سے زندگی اور موت کے بیچ کشمکش شروع ہو جاتی ہے ___

ہر انسان یہ چاہتا ہے کہ وہ زندہ رہے جبکہ موت کی نظروں میں وہ ہر وقت بطور نشانہ رہتا ہے ___ جیسے جیسے اس کی عمر بڑھتی ہے زندگی اس سے دور ہوتی چلی جاتی ہے اور موت نزدیک ___ انسان بے فکر عیش و آرام میں مشغول ہوتا ہے ،زندگی کی دھوپ چھاؤں میں کبھی کبھی پریشانیاں،غم ،دکھ،درد، تکلیفیں اس قدر بڑھ جاتی ہیں کہ بس ___ لیکن وہ کسی بھی حالت میں زندہ رہنا چاہتا ہے ___ یہ جینے کی چاہ بھی کیا شے ہے جو کسی عمر میں بھی کم نہیں ہوتی ___ اور انسان موت کے تصور سے بچتا ہے ___ لیکن موت جو اس کی گھات میں ہوتی ہے اور اسے اس وقت دبوچ لیتی ہے کہ اسے گمان بھی نہیں ہوتا ___

راغب صاحب کی عمر تقریباً ۷۵ برس ہو چکی تھی۔وہ سرکاری اسپتال سے بابو کی پوسٹ سے ریٹائر ہوئے تھے اور پنشن پا رہے تھے۔گھر میں ان کی بیوی، دو بیٹیاں اور تین بیٹے تھے ___ دونوں بیٹیوں اور بڑے بیٹے کی شادی سے وہ فارغ ہو چکے تھے۔

ان کا بڑا بیٹا ثاقب اسکول چلا رہا تھا،اس سے چھوٹا دانش دواؤں کا کام کرتا تھا اور سب سے چھوٹا راشد جو ابھی پڑھ رہا تھا۔

راغب صاحب ایک مڈل کلاس فیملی سے تعلق رکھتے تھے اور بچپن ہی سے صوم وصلوٰۃ ، مذہبی قاعدوں کے پابند تھے۔وہ اپنے والد کے اکلوتے نورِ نظر تھے ان سے چھوٹی تین بہنیں تھیں ___ ان کے والد نے اپنے چلن کے مطابق ___ ''پہلے بیٹیوں کی ڈولی گھر سے نکلے ___ سینہ کا بوجھ ہلکا ہو جائے ___ '' اپنی تینوں بیٹیوں کو گھر سے وِداع کیا تب کہیں جا کر راغب صاحب کی شادی ہوئی۔

ممتاز بیگم ایک اچھی گرہستن عورت ثابت ہوئیں ___ انھوں نے راغب صاحب اور ان کے گھر کو اچھی طرح سنبھال لیا تھا۔

چونکہ اب راغب صاحب بڑھاپے کی دہلیز میں داخل ہو چکے تھے ___ بڑھاپا خود ایک بیماری ہے اور اپنے ساتھ بہت سی بیماریوں کو مہمان بنا کر لاتا ہے چنانچہ بڑھاپے کی وہ عنایتیں راغب صاحب کو بھی حاصل تھیں۔

پچھلے کچھ دنوں سے وہ اپنے اندر ایک انجانا ڈر اور خالی پن سا محسوس کر رہے تھے ___ ان کی کیفیت عجیب ہو رہی تھی ___ وہ آنکھیں بند کرتے تو ان کا ذہن نہ جانے کہاں کہاں بھٹکتا پھرتا تھا ___ انھیں لگ رہا تھا مانو ان کا جسم بہت کمزور ہو گیا ہے ___ جسم کے اندر ٹوٹ پھوٹ ہو رہی ہے، جیسے کوئی بوسیدہ عمارت قسطوں میں ٹوٹ کر گرتی جا رہی ہے ___ کبھی انھیں لگتا کہ کوئی پرندہ ہے جو پنجرے میں قید ہے اور اس سے آزاد ہونے کے لیے پر پھڑ پھڑا رہا ہے ___ پنجرے کا دروازہ بس کھلنے ہی والا ہے۔

کبھی انھیں لگتا کہ کوئی انھیں دور سے آواز دے رہا ہے اور بلا رہا ہے ___ وہ اس آواز کی جانب جانا چاہتے ہیں، مگر جا نہیں رہے ہیں ___ شاید ان میں اتنی سکت نہیں ___

خواب میں بھی انھیں اکثر مرے ہوئے عزیزوں کی صورتیں نظر آ رہی تھیں ___ اور انھیں لگتا جیسے وہ ان کے انتظار میں بے چین ہیں۔

کبھی کبھی انھیں لگتا کہ ان کا دل ٹھہر گیا ہے اور دھڑکنا بھول گیا ___ سانس گھٹ رہی ہے ___ وہ بولنا چاہ رہے ہیں، مگر آواز نہیں نکل رہی ___

کبھی کبھی انھیں ایسا محسوس ہوتا کہ جیسے ان کے بستر کے پاس کوئی کھڑا ہوا ان سے کہہ رہا ہے ___ ''چلو اٹھو! تمہارا چلنے کا وقت ہو گیا ___ '' اور گھبرا کر آنکھ کھل گئی ___ کیا وہ موت کا فرشتہ ہے؟

آخر یہ سب کیا تھا ___ وہ پریشان تھے۔کیا ان کی روح کا جسم سے جدا ہونے کا وقت آ گیا ہے؟ کہیں یہ موت سے پہلے ظاہر ہونے والی کچھ نشانیاں ہیں؟ یا ریٹائر ہو جانے کے بعد ان کے خالی ذہن میں یہ تمام

باتیں بے وجہ آرہی تھیں؟ کیا وہ ذہنی بیمار ہو گئے تھے؟ کیا وہ مرنے والے ہیں___؟

یہ سب کیا تھا___ کیوں تھی انھیں اتنی گھبراہٹ؟ کیوں انھیں ٹھنڈے ٹھنڈے پسینے چھوٹ رہے تھے؟

انھوں نے تو اپنی زندگی دین کے مطابق گزارنے کی کوشش کی تھی___ پھر یہ بے چینی کیوں تھی؟ انھیں سکون کیوں نہیں تھا؟ کیا مرتے وقت وہ بہت تکلیف میں رہنے والے تھے___ کیا یہ موت کا ڈر تھا___؟ کیا وہ مرنا نہیں چاہتے تھے___؟

ہاں شاید موت کا ڈر تھا یہ، موت کا ڈر جو انھیں دنیاوی زندگی کی لذتوں اور ان کی ذمہ داریوں کی یاد دلا رہا تھا___ وہ ابھی اور زندہ رہنا چاہتے تھے___

کاش! ابھی انھیں موت نہ آئے___ کاش! ابھی وہ اور زندہ رہیں___

''اے اللہ! تو مجھے زندگی بخش دے___'' ان کے لرزتے ہونٹوں پر دعا ہوتی___

گھر والوں سے جب وہ اپنی حالت کا ذکر کرتے تو وہ انھیں سمجھاتے___ ''ابّا! آپ اتنا کیوں سوچتے ہیں؟ آپ کو کیا پریشانی ہے؟ بس آپ وقت پر اپنی دوائیں لیتے رہئے، انشاء اللہ جلد ٹھیک ہو جائیں گے آپ___''

راغب صاحب کی طبیعت اب کافی بہتر تھی___ یہ دواؤں کا اثر تھا یا دعاؤں کا کرشمہ؟ اب انھیں پہلے سے کافی راحت محسوس ہو رہی تھی۔ اپنے جسم میں بھی توانائی محسوس کر رہے تھے، اب ان کا ذہن کسی بھی طرح کی سوچ و خرافات سے پاک تھا___ جس کا اثر ان کے چہرے پر نظر آ رہا تھا۔ انھیں اب کوئی پریشانی نہیں تھی___ یوں لگ رہا تھا جیسے کسی نے جادو کر دیا ہے___ موت کا ڈر بالکل ختم ہو گیا تھا، اللہ نے ان کی دعا سن لی تھی___ شاید ان کی موت کا وقت ٹل گیا تھا___ اب اپنے خیال میں وہ اور کئی سال زندہ رہنے والے تھے___ گھر والے بھی خوش اور مطمئن تھے کہ ابّا کی طبیعت اب ٹھیک ہے___

اس دن مغرب کی نماز سے فارغ ہو کر انھوں نے کھانا کھایا، دوا لی اور آرام کرنے کے لیے لیٹ گئے___

''ہیلو! ہیلو! چچا جان!'' ثاقب رقّت بھری آواز میں موبائل پر اپنے چچا سے کہہ رہا تھا___

''ابّا___ کچھ دیر پہلے ہمیں چھوڑ کر چلے گئے___''

○○

دہلی کی آخری شمع

''دلّی کا یادگار مشاعرہ عرف دہلی کی آخری شمع'' مرزا فرحت اللہ بیگ (مرحوم) کے ادبی کارناموں میں سے ایک ہے۔ مرزا صاحب کا شمار ان لوگوں میں ہے جنھوں نے ۱۸۵۷ء کے انقلابِ دہلی کے بعد انقلاب سے پہلے کی آخری جھلک سب کو کچھ اس انداز سے دکھائی کہ ایک جیتی جاگتی محفل آراستہ ہو گئی۔

مرتب: ڈاکٹر صلاح الدین، صفحات: ۱۴۷، قیمت: ۴۵ روپے۔ (ساتواں ایڈیشن)

دہلی کا آخری دیدار

سید وزیر حسن دہلوی نے دلّی کی ٹکسالی زبان میں دلّی کے لال قلعے اور اس کے مکینوں کے شب و روز کی جھلکیاں پیش کی ہیں۔ یہ کتاب آخری مغل دور کی معاشرتی فضا کا منہ بولتا مرقع ہے۔ سید ضمیر حسن دہلوی نے اپنے طویل مقدمے کے ساتھ اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔

صفحات: ۴۷، قیمت ۳۰ روپے (چوتھا ایڈیشن)

ناشر: اردو اکادمی، دہلی